سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال
کرنے کے بارے میں مزید مختصر کلام

الطیب الوجیز فی امتعة الورق والابریز

۱۳۰۹ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز

(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں عمدہ مختصر کلام)

مسئلہ ۱۷: از اکولہ صوبہ برار مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب ۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگرکھے کرتے میں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر کے لگانے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہے، یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں؟ اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا کیا شرطیں ہیں؟ بینوا توجروا (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

سونے چاندی کے بوتام بطور بند کو رستگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر و ذخیرہ و ظہیریہ و تتارخانیہ و درمختار و طحطاوی وہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ثابت، درمختار میں ہے:

فی التتارخانیۃ عن السیر الکبیر لاباس بازرار الدیباج والذھب۔[1]

تتارخانیہ میں سیر کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ریشم اور سونے کی گھنڈیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹

عالمگیری میں ہے :

لاباس یلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازرارہ دیباجا او ذھبا کذا فی الذخیرۃ۔[1]

جنگ کے بغیر ایسا کپڑا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جس کی گھنڈیاں ریشم یا سونے کی ہوں۔ اسی طرح ذخیرہ میں مذکور ہے (ت)

اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام تحریمی نہیں، شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے وہاں بہت سی صورتوں کی اجازت بھی دی ہے، مثلاً :

(۱) سونے کی گھنڈیاں کما سمعت انفا (جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ت)

(۲) سونے کا تکمہ،

فی الدر المختار عن شرح الوھبانیۃ عن المنتقی لاباس بعروۃ القمیص و زرہ من الحریر لانہ تبع[2] اھ وستسمع ان فی اللبس ترخیص الحریر ترخیص النقدین بل یاتیک نص المسئلۃ عن رد المحتار۔

درمختار میں شرح وہبانیہ نے "المنتقی" سے نقل کیا ہے کہ قمیص کا تکمہ اور اس کی گھنڈیاں ریشمی ہوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تابع کی حیثیت رکھتی ہیں الخ۔ عنقریب تم سنوگے کہ ریشم کے پہننے میں رخصت دینا سونے چاندی (نقدین) کے استعمال کرنے کی سی رخصت ہے، عنقریب فتاوٰی شامی کے حوالہ سے تمہارے پاس اس مسئلہ کی تصریح آئے گی۔(ت)

(۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل، فی الدر حل مسمار الذھب فی حجر الفص[3] (پتھر کے نگینے میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے۔ت)

(۴) چاندی کی انگشتری میں سونے کے دندانے،

فی رد المحتار کالاسنان المتخذۃ من الذھب علی حوالی خاتم الفضۃ فان الناس یجوزونہ من غیر نکیر

رد المحتار میں ہے کہ جیسے سونے کے دندانے چاندی کی انگوٹھی کے آس پاس لگے ہوں تو جائز ہے کیونکہ لوگ بغیر کسی انکار کے اس کو جائز کہتے ہیں

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی کتب خانہ کراچی ۵/۳۳۲

[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۹

[3] " " " " ۲/۲۴۰

ویلبسون تلك الخواتم[1]

اور اس قسم کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں۔ (ت)

(۵) کواڑوں یا صندوقچی یا قلمدان وغیرہا میں سونے کی کل میخیں یا کیلیں جڑیں اور خود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز یہ جیسے اُسی صورت کی نظیریں ہیں کہ انگرکھا کرتا تاش بادلے کا حرام اور گھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل و تابع ہیں،

فی الھندیۃ لاباس بمسامیر ذھب و فضۃ ویکرہ الباب منہ[2]

ہندیہ میں ہے سونے یا چاندی کی کیلیں لگانے میں کوئی حرج نہیں البتہ سونے چاندی کا دروازہ بنانا مکروہ ہے۔ (ت)

(۶) یونہیں چاندی سونے کے کام کے دوشالے چادر کے آنچلوں، عمامے کے پلّوؤں، انگرکھے، کرتے، صدری، مرزائی وغیرہا کی آستینوں، دامنوں، چاکوں، پردوں، تولیوں، جیبوں پر ہو، گریبان کا کنٹھا، شانوں پشت کے پان ترنج، ٹوپی کا طرّہ، مانگ، گوٹ پر کام، جوتے کا کنٹھا، گپھا، کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ اُن میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملاکر دیکھیں تو چار انگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے، اور اگر کوئی بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسے گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا اگرچہ خود اُس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں، جیسے ریشم یا پلچے پٹھے کے تعویذ یا ریشمیں کمربند یا جوتے کی اڈیوں پنجوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی، ہاں ایک قول پر آنچل پلو مطلقاً حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کارچوبی دوشالے یا بنارسی عمامے والوں کے لئے بہت وسعت ہے مگر زیادہ قوت اُسی پہلے قول کو ہے کہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو،

فی الدر المختار یحرم لبس الحریر علی الرجل الاقدر اربع اصابع کاعلام الثوب وظاھر المذھب عدم

درمختار میں ہے کہ مرد کے لئے ریشم پہننا حرام ہے البتہ چار انگل کی مقدار ممنوع نہیں جیسے کپڑے پر نقوش وغیرہ بنالینا۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۰

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ کراچی ۵/ ۳۳۵

ومثله لو رقع الثوب بقطعة
ديباج وظاهر المذهب عدم جمع
المتفرق ومقتضاه حل الثوب
المنقوش بالحرير تطريزا ونسجا
اذا لم تبلغ كل واحدة من نقوشه
اربع اصابع وان زادت بالجمع
ما لم يركله حريرا قال ط وهل
حكم المتفرق من الذهب و
الفضة كذلك يحرر[1] قال في
القنية وكذا في القلنسوة في ظاهر
المذهب يجوز قدر اربع اصابع
وفي التبيين عن اسماء رضي الله تعالى
عنها انها اخرجت جبة طيالسة عليها
لبنة شبر من ديباج كسرواني وفرجاها
مكفوفان به فقالت هذه جبة
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم كان يلبسها وفي القاموس
كف الثوب كفا خاط حاشيته و
لبنة القميص نبيقته وفي الهندية
يكره ان يلبس الذكور قلنسوة
من الحرير او الذهب او
الفضة او الكرباس الذي
خيط عليه ابريسم كثير او شيئ
من الذهب او الفضة اكثر من قدر اربع اصابع
وبه يعلم حكم العرقية المسماة بالطاقية

طول میں زیادہ ہوں، اور یہی حکم ہے اس کپڑے
کا جس کو ریشمی پیوند لگایا گیا ہو، اور ظاہر مذہب
میں متفرق کو جمع کرنا نہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ کپڑے
پر ریشمی نقوش خواہ بنائے گئے ہوں یا بُنے ہوئے
ہوں جائز ہیں جبکہ اس کا کوئی نقش بھی چار انگلیوں
کی مقدار تک نہ پہنچ پائے اگرچہ جمع کرنے سے
زیادہ ہو جائیں بشرطیکہ سارا ریشمی نہ ہو۔ علامہ طحطاوی
نے فرمایا متفرق سونے چاندی کا جو حکم پہنچا ہے وہ
یوں ہی تحریر کیا جاتا ہے۔ قنیہ میں ہے اسی طرح
ظاہر مذہب کے مطابق ٹوپی میں چار انگشت کے
برابر کی مقدار جائز ہے۔ تبیین میں سیدہ اسماء رضی اللہ
تعالٰی عنہا کی روایت ہے کہ انھوں نے (زیارت
کرانے کے لئے) ایک طیالسی جبّہ باہر نکالا کہ جس پر
بالشت کی مقدار کسروانی ریشم کا گریبان تھا اس کے
دونوں اطراف ریشم سے مخلوط تھے، پھر
مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم کا جبّہ مبارک ہے جو آپ زیب تن فرمایا کرتے
تھے۔ قاموس اللغات میں ہے (کفّ الثوب)
اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کا کنارہ مخلوط ہو۔
فتاوٰی عالمگیری میں ہے کہ مردوں کا سونا چاندی یا
ریشمی لباس پہننا یا ایسی سوتی ٹوپی پہننا جس پر
بہت سے ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا سونا چاندی
چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو تو یہ عمل مکروہ ہے
(عبارت مکمل ہوگئی) اور اس سے عرقیہ جسکو طاقیہ
کہا جاتا ہے کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، جب

[1] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

جمع المتفرق للتفرق ولو فی عمامة وکذا المنسوج بذهب یحل اذا کان اربع اصابع والا لا یحل للرجل وفی السراج عن السیر الکبیر العلم حلال مطلقا صغیرا کان او کبیرا قال المصنف هو مخالف لما مر من التقیید باربع اصابع وفیه رخصة عظیمة لمن ابتلی به فی زماننا اھ[1] ملخصا ، و فی رد المحتار العلم عندنا یدخل فیه السجاف وما یخیط علی اطراف الاکمام وما یجعل فی طوق الجبة وهو المسمی قبة وکذا العروة و الزر ومثله فیما یظهر طرة الطربوش ای القلنسوة ما لم تزد علی عرض اربع اصابع وما علی اکتاف العباءة وعلی ظهرها وما فی اطراف الشاش سواء کان تطریزا بالابرة او نسجا وما یرکب فی اطراف العمامة المسمی صجقا فجمیع ذلک لا باس به اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولها و

کہ متفرق کو جمع نہ کیا جائے اگرچہ پگڑی میں ہو، اسی طرح سونے کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے جبکہ بمقدار چار انگشت ہو، ورنہ مرد کے لئے جائز نہیں، سراج میں سیر کبیر کے حوالے سے منقول ہے نقوش علی الاطلاق جائز ہیں خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مصنف نے فرمایا کہ یہ چار انگلیوں کی قید کے مخالف ہے جو پہلے گزر چکی ہے اس میں بڑی رخصت ہے اس شخص کے لئے جو ہمارے دور میں اس میں مبتلا ہو گیا ہے (ملخص مکمل ہوا)، فتاوٰی شامی میں ہے ہمارے نزدیک نقوش میں نقش ونگار پردے کے بھی داخل ہیں اور وہ جس کو آستینوں پر سلائی کی گئی ہو اور جو کچھ طوق جبہ پر کام کیا گیا جس کو "قبہ" کہا جاتا ہے اور اسی طرح تکمہ اور گھنڈی۔ اور یہی حکم ظاہر ہوتا ہے ٹوپی کے کناروں پر نقش ونگار کا جبکہ وہ چوڑائی میں چار انگشت کی مقدار سے زیادہ نہ ہوں، اور جو کچھ گدڑی کے کناروں اور اس کی پشت پر ہو اور جو کچھ سنہری نقش دار لباس کے کناروں پر کام کیا ہوا ہو، خواہ سوئی کے ساتھ بیل بوٹے بنائے گئے ہوں، چاہے بُنے ہوئے ہوں یا پگڑی کے کناروں میں جس کو "صجق" کہا جاتا ہے جوڑے گئے ہوں ان سب میں حرج نہیں بشرطیکہ چوڑائی میں بمقدار چار انگل ہوں اگرچہ

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۹-۲۳۸

فاذا كانت منقشة بالحرير وكان احد نقوشها اكثر من اربع اصابع لا تحل وان كان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشها على اربع اصابع وفي الهندية تكره عصابة المفتصد وان كانت اقل من اربع اصابع لانه اصل بنفسه كذا في التمرتاشي[1] اھ ملتقطا **اقول** وما وقف فيه ط وامر بتحريره فهو بحمد الله تعالى محرر عندي لاشبهة فيه ولقد رأيتني كتبت على هامش نسختي رد المحتار عند قوله وهل حكم المتفرق الخ ما نصه **اقول** معلوم ان الحرير والذهب والفضة كلها متساوية في حرمة اللبس حيث حرم فالترخيص في لبس الحرير ترخيص فيهما والله تعالى اعلم[2] اھ ثم رأيت العلامة الشامي ذكر بعد نحو ورقتين عين ما ذكرته ولله الحمد حيث قال قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير في الحرمة فترخيص

اس پر ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی ایک نقش چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور اگر کم ہو تو جائز ہے اگرچہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں کی مقدار سے بڑھ جائیں۔ فتاوی ہندیہ یعنی عالمگیری میں ہے پچھنے لگوانے والے کی پٹی اگر چار انگلیوں کی مقدار سے کم ریشمی ہو تب بھی اس کا استعمال مکروہ ہے (اس لئے کہ وہ تابع نہیں) بلکہ خود بذاتہ اصل ہے، یونہی تمرتاشی میں مذکور ہے (طحطاوی کی عبارت پوری ہوگئی)، میں (مراد صاحب فتاوی) کہتا ہوں کہ جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا اور اس کی تحریر کا حکم دیا تھا بحمداللہ تعالی وہ میرے نزدیک محرر ہے جس میں کوئی شبہہ نہیں، بیشک میں نے ردالمحتار کے اپنے نسخہ کے حاشیہ میں علامہ موصوف کے قول ھل حکم المتفرق الخ جس کی موصوف نے تصریح فرمائی، لکھا ہے، میں کہتا ہوں یہ تو معلوم ہے کہ ریشم، سونا اور چاندی پہننے کی حرمت برابر ہے کیونکہ سب کا استعمال کرنا حرام ہے لہذا ریشم کی رخصت ان سب کی رخصت ہے، اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔ پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا کہ انہوں نے دو اوراق کے بعد بالکل وہی کچھ ذکر کیا جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا۔ اللہ تعالے ہی لائق حمد وثنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۶-۲۲۵

[2] جد الممتار علی ردالمحتار

العلو والكفاف من الحرير ترخيص لهما من غيره ايضا بدلالة المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من اباحة الثوب المنسوج من ذهب اربعة اصابع وكذا الكتابة الثوب بذهب او فضة [1] الخ فهذا تحريره ولله الحمد۔

فرمایا سونا چاندی اور ریشم یہ سب حرام ہونے میں مساوی اور برابر ہیں، لہذا ریشمی نقش و نگار اور کفاف (کناروں کا مخلوط ہونا) کی رخصت دینا بعینہٖ سونے چاندی کی رخصت دینا ہے، کیونکہ دلالت حرمت میں یہ سب برابر ہیں، پس اس بات کی تائید گزشتہ عدم تفریق سے ہوتی ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا بمقدار چار انگشت مباح ہے اور سونے چاندی کی کتابت (تحریر) کا بھی یہی حکم ہے الخ، لہذا یہ ان کی تحریر ہے۔ خدا ہی کے لئے حمد و ستائش ہے۔ (ت)

ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہر طرح جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کو کلابتوں کامدانی وغیرہ سے بنائے جائیں خواہ کوئی جدا چیز، جیسے فیتوں، لیس، چمک، بانکڑی وغیرہ ٹانکی جائے، ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا اگرچہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں کی ہے، علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ معصیت پر اعانت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے،

فی فتاوی الامام قاضیخان الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطة شیئ من زی الفساق ویعطی له فی ذلك كثیرا جرلا یستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة [2]۔

امام قاضی خان کے فتاوی میں ہے کہ موچی اور درزی اگر بدکار لوگوں کی وضع کے مطابق جوتے اور کپڑے تیار کرنے کی اُجرت مانگے اور اسے اس کام پر بہت زیادہ اُجرت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا مستحب نہیں رہتا کیونکہ اس میں گناہ پر مدد کرنا پایا جاتا ہے۔ (ت)

(۷) وہ کپڑے پہننے جن پر سونے چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے۔

(۸) یونہی جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملمع،

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۶

[2] فتاوی قاضی خاں " " " " مطبع نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

فی الہندیۃ لایکرہ لبس ثیاب کتب علیہ بالفضۃ والذہب وکذلک استعمال کل مموہ لانہ اذا ذوب لم یخلص منہ شیئ کذا فی الینابیع[1] اھ وفی الدر رحل کتابۃ الثوب بذہب اوفضۃ والمطلی لاباس بہ بالاجماع[2] اھ ملخصا۔

فتاوٰی ہندیہ میں ہے ایسے کپڑے پہننے مکروہ نہیں کہ جن پر سونے یا چاندی سے کتابت کی گئی ہو، اور اسی طرح تمام ملمع کاری والے کپڑوں کے استعمال کا یہی حکم ہے کیونکہ جب اُسے ڈھالا جائے تو اس سے کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ ینابیع میں یہی مذکور ہے۔ درمختار میں ہے کہ کپڑے پر سونے چاندی کی کتابت جائز ہے اور ملمع کاری میں بالاجماع کوئی مضائقہ نہیں اھ ملخصاً (ت)

(۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار یا پتر جڑے ہونا بشرطیکہ وہ شیئ جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اُس عضو کی جگہ سے جدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں منہ لگا کر پانی نہ پئیں، تخت، پلنگ، کرسی، کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں، رکاب میں پاؤں اُن پر نہ پڑے، لگام، تلوار، نیزہ، تیر کمان، بندوق، قلم، آئینے کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں، ڈبی پوڑی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں، چھڑی میں بیچ کی شام روا اوپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے، حقہ میں چاندی سونے کی مہنال حرام کہ پینے میں اس سے منہ لگتا ہے مگر دہن نَے سے نیچے سرکی ہو کہ منہ ہاتھ نہ لگایا جائے تو روا۔ وعلٰی ہذا القیاس اشیائے کثیرہ جنہیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قبیل سے ہیں کواڑوں، صندوق، قلمدان، انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اُوپر گزرا۔

فی الدر المختار حل الشرب من اناء مفضض ای مزوق بالفضۃ والرکوب علی سرج مفضض والجلوس علی کرسی مفضض لکن یشترط ان یتقی موضع الفضۃ بفم وجلوس و نحوہ وکذا الاناء المضبب بذہب او

درمختار میں ہے جس برتن پر چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو اس سے پانی پینا جائز ہے اور چاندی کی ملمع کاری والی زین پر سوار ہونا اور اسی نوع کی کرسی پر بیٹھنا بھی جائز ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جہاں چاندی کا پیستر ہو وہاں منہ نہ لگایا جائے اور نہ اس جگہ بیٹھے اور نہ سوار ہو۔ اسی طرح سے

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۴
[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۷

فضة والكرسی المضبب بهما وحلیة مرأة و
مصحف بهما كما لو جعله فی نصل سیف
او سكین او قبضتهما او لجام او ركاب لم یضع
یده موضع الذهب والفضة اهـ[1] ملخصا و
فی رد المحتار قولـه مفضض وفی حكمه
المذهب قهستانی قولـه ای مزوق وفسره
الشمنی بالمرصع بها قال فی غرر الافكار
یجتنب فی المصحف و نحوه موضع
الاخذ وفی السریر و نحوه
موضع الجلوس و فی
الركاب موضع الرجل و
فی الاناء موضع الفم
و نحوه فی ایضاح الاصلاح
ویجتنب فی النصل والقبضة
واللجام موضع الید فالحاصل
ان المراد الاتقاء بالعضو
الذی یقصد الاستعمال
به ففی الشرب لما كان
المقصود الاستعمال بالفم اعتبر
الاتقاء به دون الید ولا یخفی
ان الكلام فی المفضض والا
فالذی كله فضة یحرم استعماله
بای وجه كان ولو بلامس

جس برتن سے سونا چاندی پیوستہ ہوں اور وہ کرسی
جس پر یہ دونوں لگے ہوئے ہوں شیشہ اور مصحف
جن پر سونے چاندی کا زیور لپٹا ہو۔ تلوار یا چھری کی
دھار یا ان دونوں کے دستے۔ لگام یا رکاب پر
سونا چاندی لگے ہوں لیکن بوقتِ استعمال ان سے
ہاتھ مس نہ ہوں، تو یہ سب جائز ہیں۔ ردالمحتار میں
ہے مصنف کا قول ای مزوق، علامہ شمنی نے اس
کی تشریح "المرصع" (یعنی اس پر چاندی کا
جڑاؤ ہو) سے فرمائی یعنی وہ جس پر چاندی جڑی
ہوئی ہو۔ غرر الافکار میں فرمایا مصحف اور اس
جیسی کسی چیز (جس پر ہاتھ رکھنے والی جگہ پر
سونا چاندی پیوستہ ہو) تو اس کے پکڑنے میں
پرہیز کرے اور سونے چاندی کو مس نہ کرے۔
اسی طرح زین یا کرسی جس کے بیٹھنے کی جگہ پر
سونا چاندی لگا ہو تو اس سے پرہیز کرے یعنی اس
پر نہ بیٹھے اور رکاب میں پاؤں والی جگہ سونا چاندی
ہو تو پاؤں نہ رکھے، اور برتن میں منہ لگانے کی جگہ
سونا چاندی ہو تو منہ نہ لگائے یعنی استعمال نہ کرے
اور اسی طرح ایضاح الاصلاح میں ہے تیر کے
پھل، تلوار کے دستے اور لگام کو بھی بایں وجہ ہاتھ
نہ لگائے اور اس سے بچے۔ حاصل کلام یہ ہوا
کہ اس حصہ جسم اور عضو کو بچایا جائے جو کسی شے
کے استعمال کرنے میں مقصود ہوتا ہے، چونکہ

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶ و ۲۳۷

بالجسد بخلاف القصب الذي يلف على طرف قبضة السكين فانه تزويق فهو من المفضض فيعتبر اتقاؤه باليد والفم ولا يشبه ذلك ما يكون كله فضة كما هو صريح كلامهم وهو ظاهر[١] قوله المضبب اي مشدود بالضباب وهي الحديدة العريضة التي يضبب بها وضبب بالفضة شد بها مغرب قوله وحلية مرأة الذي في المنح والهداية وغيرهما حلقة بالقاف قال في الكفاية والمراد بها التي تكون حوالي المرأة لا ما تأخذ المرأة بيدها فانه مكروه اتفاقا اھ ملتقطا[١] وفي الهندية لا بأس بالمضبب من السرير اذا لم يقعد على الذهب والفضة وكذا الثغر اھ ملخصا[٢]۔

چلنے کے لئے منہ کا استعمال مقصود ہوتا ہے لہٰذا اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا نہ کہ ہاتھ کا، اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کلام سونے اور چاندی کی ملمع کاری میں ہے ورنہ جو چیز تمام کی تمام چاندی کی ہو اس کا استعمال تو سرے سے حرام ہے خواہ استعمال ہاتھ سے ہو یا بغیر ہاتھ لگائے ہو بخلاف اس کانے کے جو تمباکو کے کاٹنے کے کنارے پر لپیٹ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ "تزویق" ہے جو مفضض میں شامل ہے، لہٰذا ہاتھ اور منہ سے اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا اور یہ اس کے مشابہ نہیں جو تمام چاندی ہو، جیسا کہ فقہائے کرام کا صریح کلام ہے اور یہی ظاہر ہے۔ مصنف کا ارشاد "المضبب" یعنی ضباب کے ساتھ باندھا ہوا، اور ضباب وہ چوڑا لوہا ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو باندھا جاتا ہے، "ضُبّب بالفضۃ" کے معنی ہیں چاندی کے ساتھ باندھا گیا (مغرب)، قولہ حلیۃ المرأۃ، منح الغفار اور ہدایہ وغیرہ میں یہ لفظ حلقۃ صرف قاف کے ساتھ ہے۔ الکفایۃ میں فرمایا کہ اس سے شیشے کا آس پاس (یعنی چاروں اطراف) مراد ہیں نہ کہ وہ جگہ جس کو عورت اپنے ہاتھ سے پکڑتی ہے کیونکہ وہ تو بالاتفاق مکروہ ہے (ملخص مکمل ہوا) فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے جڑا اور کسا ہوا تخت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ سونے چاندی والی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرے۔ (ت)

یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض ایسی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں، اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز۔ انھیں

---

[١] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۸ و ۲۱۹

[٢] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۴

میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا، شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مُہر اس کا ترک افضل اور مُہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جُدا ہے یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ سارا دار ومدار نیت پر ہے،

فی الدر المختار یتحلی الرجل بخاتم فضة اذا لم یرد به التزین ویحرم بغیرها وترك التختم لغیر ذی حاجة افضل وکل ما فعل تجبرا کرہ وما فعل لحاجة لا[1] ملتقطا، وفی الھندیة لبس الثیاب الجمیلة مباح اذا لم یتکبر وتفسیرہ ان یکون معها کما کان قبلها کذا فی السراجیة[2] اھ اقول وبما فسرت التزین ظهر الجواب عما اورد العلامة الشامی علی استثنائه انه سیاق ان ترك التختم لمن لا یحتاج الی الختم افضل وظاهرہ انه لا یکرہ للزینة بلا تجبر[3] اھ یعنی ان

درمختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب وزینت کی نہ ہو اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے، جس کو پہننے کی ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے، اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے کہ اچھا لباس پہننا مباح ہے جبکہ تکبر نہ کیا جائے، اور تکبر نہ ہونے کی تشریح یا علامت یہ ہے کہ عمدہ لباس پہننے کے بعد بھی وہی حالت کیفیت ہو جو پہلے تھی۔ یونہی سراجیہ میں بھی مذکور ہے، میں کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے "تزیّن" کی تشریح لکھی ہے اسکے استثنائے تزیّن پر علامہ شامی کے اشکال کا جواب واضح ہو گیا کہ عنقریب آئیگا کہ بغیر حاجت انگوٹھی نہ پہننا (ترکِ تختم) انگوٹھی پہننے سے بہتر ہے اس کا ظاہر ہے کہ زینت کیلئے پہننا مکروہ نہیں لہٰذا یعنی اس مسئلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر حاجت انگوٹھی پہننے سے زیب زینت کے علاوہ کوئی غرض نہیں ہوتی مجھے یاد ہے کہ میں نے

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۶
[2] فتاوی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۳
[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۹

المسئلة تفيد الجواز من دون حاجة الختم ومع لم يبق غرض الا التزين ورأيتني كتبت على هامشه ما نصه اقول قد فرقوا في مسئلة الاكتحال بين الزينة والجمال فهلا يراد مثله بها فيباح التجمل دون التزين اھ وحاصل ما اشرت اليه ان الزينة تطلق ويراد بها ما يعم الجمال وهو جائز بل مندوب اليه بنية حسنة فان الله جميل يحب الجمال وهو اثر ادب النفس وسماحتها وتطلق ويراد بها ما ينحو التخنث والتصنع مثل المرأة وهو مذموم ودليل على ضعف النفس ودناءتها ويرشدك الى الاطلاقين قول علمائنا لا يكره دهن شارب ولا كحل اذا لم يقصد الزينة وقولهم كما في الفتح بالخضاب وبه وردت السنة ولم يكن لقصد الزينة مع قوله تعالى قل من حرم زينة الله، فيكن

اس کے حاشیہ پر لکھا جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) اہلِ علم نے سرمہ کے مسئلے میں زینت اور جمال کے درمیان فرق کیا ہے، پس یہی معنی عماثل یہاں کیوں نہیں مراد لیا جاتا۔ لہذا تجمل کیلئے یہ کام مباح ہو نہ کہ زیب و زینت کے لئے اھ۔ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی لفظ زینت بول کر اس سے وہ معنی مراد لیا جاتا ہے جو لفظ جمال سے لیا جاتا ہے اور وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو کیونکہ اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے یہ ادبِ نفس اور اس کے حسن کا اثر ہے، کبھی لفظ زینت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس سے تخنث (ہیجڑا پن) اور تصنع (بناوٹ نمائش) کا مفہوم مراد ہوتا ہے، جیسا کہ یہ جذبہ عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، اور یہ مذموم ہے اور نفس کی کمزوری، کمینگی اور گھٹیا پن کی علامت ہے، پس علمائے کرام کی طرف سے ان الفاظ کے دونوں اطلاق کی وضاحت تمہاری راہنمائی کرے گی۔ مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ آنکھوں میں لگانا مکروہ نہیں جبکہ زیب و زینت

۱؎ جد الممتار علی رد المحتار

۲؎ الدر المختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۵۲

۳؎ فتح القدیر " باب ما یوجب القضاء والکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۷۰

۴؎ القرآن الکریم ۷/۳۲

المراد هٰهنا هو المعنی الثانی فلا ایراد ولا تخالف واللہ تعالٰی الموفق۔ هٰذا فی رد المحتار التختم سنۃ لمن یحتاج الیہ کما فی الاختیار[1] وانما یجوز التختم بالفضۃ لو علی هیأۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم اھ ملخصا۔

مقصود نہ ہو۔ فتح القدیر میں ہے کہ خضاب لگانے کا ذکر حدیث میں وارد ہوا ہے جبکہ زینت کے ارادہ سے نہ ہو باوجودیکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "کس نے اللہ تعالٰی کی زینت کو حرام ٹھہرایا ہے" اللہ تعالٰی ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ عورتوں کے لئے انگوٹھی پہننا سنت ہے انہیں اس کی ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے جیسا کہ الاختیار میں ہے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لئے جائز ہے بشرطیکہ انگوٹھی مردانہ وضع کی ہو اور اس کے نگینے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اس کا استعمال ممنوع اور حرام ہے اھ ملخصا (ت)۔

(۱۰) یونہی چاندی کی پیٹی

(۱۱) کمربند

(۱۲) تلوار کا پرتلا جائز

فی الدر المختار ولا یتحلی الرجل بذهب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منها ای الفضۃ اھ[2]، وفی رد المحتار وحمائلہ من جملۃ حلیتہ شرنبلالیۃ اھ قلت ومثلہ للطحطاوی عن ابی السعود عن الشرنبلالی عن البزازیۃ وعنها نقل فی الهندیۃ وقال فی الغرائب لا باس باستعمال منطقۃ حلقتها فضۃ[3]۔

درمختار میں ہے کوئی آدمی مطلقاً سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے بجز چاندی کی انگوٹھی کے، یا کمربند (پیٹی یا بیلٹ) اور تلوار کا دستہ بھی استعمال کرنا مذکورہ دھاتوں کے سے جائز ہے اھ۔ رد المحتار (فتاوٰی شامی) میں ہے کہ تلوار کا پرتلا از قسم زیور ہے، شرنبلالیہ۔ قلت (میں کہتا ہوں) یونہی طحطاوی میں مذکور ہے، ابوالسعود بحوالہ شرنبلالی اس نے فتاوٰی بزازیہ اس سے فتاوٰی ہندیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ الغرائب میں فرمایا ایسے کمربند (پیٹی یا بیلٹ) کے استعمال کرنے میں حرج نہیں۔

---

[1] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۳۱

[2] درمختار " " " مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۰

[3] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۲

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۸۰

(۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا

(۱۴) افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

فی الدرالمختار لایشد سنہ المتحرک بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد اھ[1] وفی ردالمحتار عن التاتارخانیۃ جدع انفہ او سقط سنہ فعند الامام یتخذ ذلک من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضاً[2] اھ ملخصا۔

درمختار میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی کے تاروں سے مضبوط کئے جائیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سے جائز قرار دیا ہے۔ فتاوٰی شامی میں تاتارخانیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے کے لگانے بھی جائز ہیں اھ ملخصاً۔ (ت)

(۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود، زرہ، دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ناجائز۔

فی الدرالمختار استثنی القہستانی وغیرہ استعمال البیضۃ والجوشن والساعدین منھما فی الحرب للضرورۃ[3] اھ وفی خزانۃ المفتین لاباس بالجوشن والبیضۃ من الذھب والفضۃ فی الحرب[4] اھ وفی ردالمحتار قال فی الذخیرۃ قالوا ھذا قولھما[5] الخ۔

درمختار میں ہے قہستانی وغیرہ نے جنگی ضرورت کے پیش نظر سونے چاندی کا خود، زرہ اور دستانوں کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔ خزانۃ المفتین میں ہے جنگ میں سونے چاندی کی زرہ اور خود کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اھ ردالمحتار میں ہے کہ ذخیرہ میں فرمایا گیا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ قول امام صاحب کے دو (مایہ ناز) شاگردوں قاضی امام ابویوسف اور امام محمد کا ہے الخ (ت)

---

۱ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۰

۲ ردالمحتار " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۳۱

۳ درمختار " " " مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۹

۴ فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۵

۵ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۱۸

اس تفصیل سے بحمد اللہ تعالیٰ اشعہ تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام امور مستدلہ کا جواب بھی ملا۔

10

واللہ تعالیٰ اعلم۔